باسمه سبحانہ وتعالیٰ ۷۹۰ ر ن

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام لاک ڈاؤن میں اعتکاف سے متعلق درج ذیل مسائل میں:

(۱): لاک ڈاؤن کے دوران مساجد میں اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

(۲): اگر حکومت کی طرف سے کوئی مسجد بالکل بند ہو اور اس میں کوئی نماز نہ ہوتی ہو تو ایسی مسجد میں اعتکاف کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

(۳): گھر میں نماز کے لیے جو کمرہ خاص کیا گیا ہے، اگر مرد حضرات اُس کمرے میں اعتکاف کریں تو یہ کیسا ہے؟ اور اعتکاف ہوگا یا نہیں؟

(۴): محلّہ کی جو مسجد بند ہو اور اس میں اعتکاف کی کوئی صورت نہ بن سکے، اگر اس مسجد کے نمازیوں میں سے کوئی ایک یا چند اپنے اپنے گھروں کے اُس کمرے میں اعتکاف کریں، جو نماز کے لیے خاص کیا گیا ہو تو سنت مؤکدہ علی الکفایہ کی ادائیگی ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: ارشد علی

ناظم مرکز تنظیم دعوۃ الصدق، سیوہارہ، بجنور

۸۱۱ ر تتمہ ر ن ۱۴۴۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق:۔(۱): رمضان المبارک کے اخیر عشرے کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی: محلّہ کی مسجد میں کسی ایک شخص کا بہ نیت اعتکاف بیسویں تاریخ کو غروب آفتاب سے کچھ پہلے مسجد پہنچ جانا اور عید الفطر کا چاند نظر آنے (یا ثابت ہونے) تک مسجد ہی میں رہنا اور بلا ضرورت طبعی یا شرعی مسجد سے باہر نہ آنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر اہل محلّہ میں سے کسی نے بھی مسجد میں اعتکاف نہیں کیا تو سب اہل محلّہ کو ترک سنت کا گناہ ہوگا؛

لہٰذا لاک ڈاؤن کی موجودہ صورت حال میں جس طرح چند متعین نمازیوں کے ساتھ پنجوقتہ نماز باجماعت کے ذریعے الحمد للہ مساجد آباد ہیں، اسی طرح مساجد میں اخیر عشرے کا اعتکاف بھی کیا جائے۔ اور بہتر ہے کہ پنجوقتہ نماز باجماعت کے لیے جو نمازی متعین کیے گئے ہیں، اُنہی میں سے ایک، دو حضرات اعتکاف کریں۔ اور اگر کسی مجبوری سے اُن میں سے کوئی تیار نہ ہو تو اہل محلّہ میں کسی اور کو اعتکاف کے لیے تجویز کر دیا جائے؛ البتہ اس صورت میں اگر نمازیوں کی تعداد پانچ سے زیادہ ہو رہی ہو تو کسی ایک کو گھر میں نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور اگر اختلاف ہو تو قرعہ اندازی کر لی جائے۔

(و–هو أي: الاعتكاف–سنة مؤكدة في العشر الأخير من رمضان) أي: سنة كفاية كما في البرهان وغيره لاقترانها بعدم الإنكار على من لم يفعله من الصحابة (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ۳: ۴۳۰، ۴۳۱، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ۶: ۴۱۳، ۴۱۴، ت: الفرفور، ط: دمشق). ←

[stamp]

قـولـه: "سنة كفاية": نظيرها إقامة التراويح بالجماعة، فإذا قام بها البعض سقط الطلب عـن البـاقيـن، فـلـم يأثموا بالمواظبة على الترك بلا عذر، ولو كان سنة عين لأثموا بترك السنة المؤكدة إثما دون إثم ترك الواجب كما مر بيانه في كتاب الطهارة (رد المحتار).

والـمشهـور عند مشايخنا أن يدخل المعتكف بعد العصر قبل غروب الشمس من اليوم العشريـن مـن شهـر رمـضـان ليدخل الليلة الحادية والعشرين فى الاعتكاف؛ لأن الاعتكاف لطلـب ليلة القدر وقيامها، وهي في العشرة الأخيرة، فلا بد من إيفاء الليالي العشر من العشرة الأخيرة (رسائل الأركان لبحر العلوم عبد العلي محمد، الرسالة الثالثة في الصوم، خاتمة في بيان الاعتكاف، ص: ٢٣١، ط: المطبع اليوسفي، لكناؤ).

قال الشافعي: إذا أراد أن يعتكف العشر الأواخر دخل قبل الغروب، فإذا أهل هلال شوال فقد أتم العشر، وهو قول أبى حنيفة وأصحابه (الاستذكار، ١٠: ٢٩٧، ط: دار قتيبة للطباعة والنشر، دمشق).

كل مـن يـريـد أن يتم لـه اعتكاف العشرلزمه أن يدخل المسجد معتكفاً قبيل غروب الشـمـس مـن العشرين، وإلا لم يتم له العشر؛ فإن الليالى الماضيةلاحقة بالأيام التالية (معارف السنن،باب ما جاء في الاعتكاف، وقت بداءة الاعتكاف، ٥: ٥١٧، ط: المكتبة الأشرفية ديوبند)۔

(۲): جب پورے ملک میں ہر جگہ مساجد میں پانچ تک نمازیوں کی اجازت ہےتو مقامی انتظامیہ کو کوئی مسجد بندنہیں کرنی چاہئے ، ایسی صورت میں مقامی با اثر لوگوں کو چاہیے کہ انتظامیہ سے بات چیت کر کے حسب شرائط بند مساجد آباد کرنے کی کوشش کریں اور ان مساجد میں بھی حسب شرائط پنجوقتہ نماز باجماعت کے ساتھ اخیرعشرے کے اعتکاف کانظم کریں۔ اور اگر کوئی بند مسجد کوشش کے باوجود پنجوقتہ نماز باجماعت کے لیے نہ کھل سکے تو جس طرح اُس بندمسجد میں نماز نہ پڑھنے پر اہل محلّہ مجبوری کی وجہ سے قابل ملامت نہیں، اسی طرح اعتکاف نہ کرنے پر بھی اُنھیں کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۳): مردوں کے حق میں اعتکاف ایسی عبادت ہے، جومسجد شرعی کے ساتھ خاص ہے، یہ عبادت مسجد شرعی کے علاوہ کہیں اورانجام نہیں دی جاسکتی۔

قرآن کریم میں ارشادخداوندی ہے: وأنتم عٰكفون في المساجد

حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اورتمام صحابہ کرامؓ وغیرہم نے ہمیشہ یہ عبادت مسجد ہی میں انجام دی، کہیں اورنہیں؛ جیسا کہ احادیث وآثار کا ذخیرہ شاہد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مبغوض وناپسندیدہ چیزیں اللہ تعالی کی نظر میں بدعات ہیں اور گھروں کی مساجد (گھروں میں عبادت کے لیے خاص کیے گئے کمروں یا حصوں) میں (مردوں کا) اعتکاف بھی بدعات میں سے ہے۔

اورفقہا کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ مردوں کا اعتکاف مسجد کے علاوہ کہیں اورنہیں ہوسکتا؛ اسی لیے معتکف، بلاضرورت طبعی یا شرعی، مسجد شرعی سے باہر متعلقات مسجد میں بھی نہیں جاسکتا؛

لہٰذا لاک ڈاؤن کی موجودہ صورت حال میں بھی مردوں کا اعتکاف، گھروں کے اُن کمروں یا حصوں میں نہیں ہوسکتا، جو نماز کے لیے خاص کیے گئے ہوں خواہ اعتکاف واجب ہو یا سنت مؤکدہ یا نفلی؛ کیوں کہ عارضی طور پر نماز کے لیے خاص کیے گئے گھروں کے وہ کمرے یا حصے، مسجد شرعی نہیں ہیں۔

البتہ مردوں کو چاہیے کہ فارغ اوقات زیادہ سے زیادہ نماز کے کمروں میں رہیں اور نماز، تلاوت قرآن پاک، ذکرواذکار اور دعاؤں میں مشغول رہیں، رمضان المبارک کا کوئی بھی لمحہ ضائع نہ کریں۔

اور خواتین کا اعتکاف چوں کہ گھروں میں ہوتا ہے؛ اس لیے وہ اپنی نماز کے لیے کوئی کمرہ یا کمرے کا کوئی حصہ خاص کر کے اُس میں اعتکاف کر سکتی ہیں؛ بلکہ جو خواتین گھریلو کام کاج سے فارغ ہوں، اُنھیں اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہیے۔

أخرج البيهقي عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: "إن أبغض الأمور إلى الله تعالى البدع **وإن من البدع الاعتكاف في المساجد التي في الدور**" (فتح القدير لابن الهمام، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ٢: ١٠٩، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، مصر).

وبلغنا عن حذيفةؓ أنه قال: "لا اعتكاف إلا في مسجد جماعة" (كتاب الأصل، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ٢: ١٨٣، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر).

وأما شروطه فمنها: ......مسجد الجماعة، فيصح في كل مسجد له أذا ن وإقامة هو الصحيح كذا في الخلاصة (الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ١: ٢١١، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، مصر).

(هو) ......(لبث)......(ذكر) ولو مميزاً (في مسجد جماعة)، هو ما له إمام ومؤذن أديت فيه الخمس أو لا،...... (أو) لبث (امرأة في مسجد بيتها) .... (بنية)، فاللبث هو الركن، **والكون في المسجد والنية من مسلم عاقل طاهر من جنابة وحيض ونفاس شرطان** (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ٣: ٤٢٨ - ٤٣٠، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ٦: ٤٠٨ - ٤٢١، ت: الفرفور، ط: دمشق)، هذا كله لبيان الصحة (رد المحتار).

وهذه العبادة -عبادة الاعتكاف- لا تؤدى إلا في المسجد (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الاعتكاف، فصل في شرائط صحته، ٣: ٦، ط: دار الحديث، القاهرة).

وهو -الاعتكاف- اللبث في المسجد قربة لله تعالى، **فالمسجد شرط في الاعتكاف، ولا يكون اعتكاف دون المسجد** لما عن أمير المؤمنين عليؓ: "لا اعتكاف إلا في المسجد"، رواه ابن أبي شيبة وعبد الرزاق كذا في فتح القدير، وعن حذيفةؓ قال: "أما أنا فقد علمت أنه لا اعتكاف إلا في مسجد جماعة"، رواه الطبراني، قال قوم من الصوفية: لا يشترط المسجد للاعتكاف؛ لأن الاعتكاف اعتزال لعبادة الله تعالى، ولا تخصيص له بالمسجد، ونحن نقول: الاعتزال أمر حسن، فمن اعتزل لعبادة الله تعالى ولو في الصحراء أو بالبيت يكون مثاباً، ونحن لا نمنع ذلك، لكن **كلامنا في الاعتكاف الذي هو عبادة في ذاته ما هو؟ فنقول: هذه العبادة المعتبرة في الشرع المسماة بالاعتكاف لا يكون إلا في مسجد جماعة** (رسائل الأركان لبحر العلوم

عبد العلي محمد، الرسالة الثالثة في الصوم، خاتمة في بيان الاعتكاف، ص: ۲۲۹، ط: المطبع اليوسفي، لكناؤ).

قال أبو حنيفةؒ: يصح اعتكاف المرأة في مسجد بيتها، وهو الموضع المهيأ من بيتها لصلاتها، قال: **ولا يجوز للرجل في مسجد بيته** (المنهاج شرح الصحيح لمسلم للنواويؒ، كتاب الاعتكاف، ۱: ۳۷۱، ط: المكتبة الأشرفية، ديوبند).

ولا تعتكف المرأة إلا في مسجد بيتها ولا تعتكف في مسجد جماعة (كتاب الأصل، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ۲: ۱۸٤).

(وللمرأة الاعتكاف في مسجد بيتها وهو محل عينته) المرأة **(للصلاة فيه)**، فإن لم تعين لها محلاً لا يصح الاعتكاف فيه، وهي ممنوعة عن حضور المساجد (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی عليه، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص: ۷۰۰، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)۔

(۴): محلّہ کی جو مسجد بند ہو اور کوشش کے باوجود اس میں پنجوقتہ نماز باجماعت اور اعتکاف کی کوئی صورت نہ بن سکے، اس کا حکم اوپر نمبر ۲ میں ذکر کر دیا گیا، یعنی: عذر و مجبوری کی وجہ سے اہل محلّہ کو گناہ نہ ہوگا؛ لیکن اس صورت میں اہل محلّہ میں کسی مرد کو گھر کی نماز گاہ میں اعتکاف کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ شرعی اعتکاف ہوگا جیسا کہ اوپر نمبر ۳ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ فقط واللہ تعالی أعلم۔

نعمان سیتاپوری غفرلہ

(محمد نعمان سیتاپوری غفرلہٗ)

۲۰/۹/۱۴۴۱ھ = ۱۴/۴/۲۰۲۰ء، پنجشنبہ

الجواب صحیح

محمود حسن غفرلہ بلند شہری

۲۰/۹/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

۲۰/۹/۱۴۴۱ھ